

رجسٹر نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۴	ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے ۱۰ مارچ ۱۹۱۶ء	نمبر ۱۰

گلدستۂ اخبار

پریذیڈنٹ ولسن نے کلیولنڈ کے سابق میئر مسٹر بیکر کو سکرٹری محکمہ جنگ مقرر کیا ہے۔

گورنمنٹ چین کی سپاہ نے یکم مارچ کو مقام سوئفو پر قبضہ کر لیا ہے اور باغی ہر طرح منتشر ہو رہے ہیں۔

سیگار کی شکل کے جہاز جن میں سے ہر ایک میں ۲۰۰۰۰ ٹن تیل بار ہوگا انگلستان کو امریکہ سے روانہ ہونیوالے ہیں۔

یہ جہاز پانی کے نیچے نیچے اپنا سفر طے کرینگے۔ اور سٹیمر ان کو کھینچ کر سمندہ پار لیجائینگے

مدراس میل راوی ہے۔ کہ یہ تصور کرنا کہ پریذیڈنٹ ولسن کی طرح تمام امریکن اہل جنگ کو نفرت نظروں سے دیکھتے ہیں ابھی غلطی ہے۔

۱۰ تاریخ کی شام کو کلکتہ۔ ڈلہوزی سکوائر کے مالی نے ایک تالاب میں سے کوڑا کرکٹ صاف کرتے ہوئے پانچ نالی کی ایک بندوق پائی یہ بندوق پنسبرگ امریکہ کے الیور اینڈ جانسن کے کارخانہ کی بنی ہوئی تھی۔ کسی انارکسٹ نے پولیس کے ڈر کے مارے تالاب میں پھینک دی ہوگی۔

حضور وایسرائے کی کونسل میں جو ۹ و ۱۰ مارچ کو ہونے والی ہے مسٹر سریندر بنیرجی تحریک کرینگے۔ کہ ۱۹۱۶-۱۷ء کے لئے نمک کا محصول نہ بڑھایا جائے۔

اور اگر بڑھایا جاوے تو صرف ایک روپیہ سے ۱/۴ کر دیا جاوے۔

مسٹر موصوف یہ بھی تحریک کرینگے کہ جو گرانٹ صوبہ بنگال کو دیا جائے گا وہ چھ لاکھ تک بڑھا دیا جائے۔ تاکہ اس سے خاص خاص جگہوں میں ملیریا کے دفعیہ کا علاج کیا جائے۔

انڈین مائننگ ایسوسی ایشن نے رپورٹ دی ہے کہ گزشتہ سال باوجود جنگ کے ہماری کوئلہ کی تجارت پر بہت کم اثر پڑا ہے۔

لنکا میں طول طویل خشک سالی کے بعد گزشتہ پیر کے روز ۶ تاریخ پر تمام جزیرہ میں خاطر خواہ بارش ہوگئی۔

گورنمنٹ آف انڈیا نے نئے پایہ تخت دہلی کے نزدیک گیارہ سو ایکڑ زمین محکمہ جنگلات کے لئے چھوڑ دی ہے

اور دہلی کے مغربی کنارہ پر ۹۰۰ ایکڑ زمین چھوڑی گئی ہے تاکہ قدرتی پیداوار پیدا ہوں۔

ہفتہ مختتمہ ۱۹ فروری میں ساؤدرن پنجاب ریلوے کی بڑی لائن کی کل آمدنی ۱۲۰۰۰۰ روپیہ تھی بمقابل میں گزشتہ سال کے اسی عرصہ کی ۱۰۴۶۱۷ روپیہ کے۔

انگلستان میں اس وقت سخت برفباری ہو رہی ہے۔

اس برفباری میں بھی دشمن کے طیاروں کی بھی بلند پروازی جاری ہے۔

تار برقیات

لنڈن ، مارچ ۔ انگلستان میں آجکل غیر معمولی طور پر برفباری ہو رہی ہے ۔ برفباری میں ہی دشمن کے طیارے بھی پرواز کر رہے تھے ۔ یہ امر بھی اب تک ناممکن متصور ہوتا تھا خیال کیا جاتا ہے کہ یہ طیارے ان بادلوں سے اوپر اڑ رہے تھے جن سے برفباری ہوتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ معمول سے زیادہ بلندی پر اڑ رہے تھے ۔

لنڈن ، مارچ ۔ مارننگ پوسٹ کے کارسپانڈنٹ مقیمی واشنگٹن کے بیان کے مطابق کرنل ہاؤس نے پریذیڈنٹ ولسن کو رپورٹ دی ہے کہ جرمن باشتک صلح چاہتے ہیں ۔ مگر ان شرائط پر جو قابل پذیرائی نہیں ہیں ۔ اور زیادہ خونریزی ہی جرمن سودا کا واحد علاج ہے

لنڈن ، مارچ ۔ امسٹرڈم سے ایک سنٹرل نیوز پیغام سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ کودسن شہر دوراز میں داخل ہو گیا ہے ۔ ویلونا پر جلد ایک حملہ کی توقع کیجاتی ہے ۔

لنڈن ۶ مارچ ۔ پیرس ۔ جس خط پر فرانسیسی فوج جرمنوں کو بڑی شاندار کے ساتھ روکے ہوئے ہے ۔ وہ ان تین خطوط میں سے جو وردون پر ہیں ۔ پہلا خط ہے یہ خط وشرویل سے چلکر پاہیو ۔ اور سطح مرتفع ڈوومونٹ اور ساؤکس اور ڈملوپ گاؤں تک جاتا ہے ۔ اس سے سات کیلو میٹر سے زیادہ عمیق سنٹیل بناتی ہے ۔ اس پختہ مورچہ پر جرمنوں نے پلٹنوں کی پلٹنیں ہلاک کر ڈالی ہیں ۔

ایک سرکاری بیان راوی ہے کہ ہم نے ارگون میں خاص خاص نقاط پر گولہ باری کی ۔ وردون کے شمال میں پیادہ فوج کی کوئی لڑائی نہیں ہوئی ۔ مگر دریائے میز کے بائیں کنارہ پر سخت گولہ باری ہوتی رہی ۔ ڈوومونٹ پر وقفوں کے ساتھ گولہ باری ہوتی رہی ۔ اور ہم نے ووور میں دشمن مقامات آمد و رفت پر گولہ باری کی ۔

لنڈن ۶ مارچ ۔ لارڈ نارتھ کلف جو وردون کی جنگ کا معائنہ کر رہا ہے ۔ اخبار ٹائمز کو میدان جنگ کا حسب ذیل دلچسپ نظارہ تحریر کرتا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ فرانسیسیوں کے نقصانات بہت خفیف ہیں ۔ مگر یہ معلوم ہوا ہے کہ جرمن کی تیسری اور اٹھارہویں کارپس بالکل ہلاک ہو گئی ہیں ۔ اور ساتویں ریزرو کارپس کی نصف طاقت زائل ہو گئی ہے ۔ اور پندرہویں کارپس کا ¾ گذشتہ جمعہ کی شام کو ہلاک ہو گیا ۔ مزید برآں ۱۱۳ ویں ڈویژن کا کچھ حصہ ۔ پانچویں ریزرو کارپس ۔ اور ایک بویرین ارستز ڈویژن صرف ہو گئی ۔ اسیران جنگ یورپ کے تمام حصص سے آئے ہیں ۔ ایک اسیر جنگ بیان کرتا ہے کہ ۲۱ فروری کو میری کمپنی میں ۲۰۰ رائفلیں اور چالانسر کی فوج تھی ۔ مگر ۲۲ فروری کو اس میں سے صرف ۶۰ سپاہی اور ایک افسر رہ گیا ۔ کسی اسیر جنگ نے بھی کل کے ½ سے کم کے نقصان کا اندازہ نہیں کیا ۔ بہ آسانی تخمینہ کیا جا سکتا ہے ۔ کہ جرمنوں کے ایک لاکھ آدمی کام آئے ۔ اسیران جنگ کے چہروں سے خوف اور ہراس ایسے صاف طور پر ٹپکتے ہیں کہ اس امر کے لئے کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں ۔ کہ وہ کس قدر سخت خطرات میں سے ہو کر آئے ہیں ۔

لارڈ نارتھ کلف فرانسیسی بہادری اور کمال کی اور سامان جنگ کی کافی طور پر پہونچنے کی داد دیتا ہے ۔ صرف ایک سڑک پر اس نے ۲۰۰۰ موٹریں دیکھیں جو گولہ بارود وغیرہ لے جا رہی تھیں تمام کارکنان جوان آدمی ہیں ۔ اور جنرل پٹین سادہ زندگی بسر کرتا ہے ۔ جیسے کہ لارڈ کچنر بسر کرتا تھا ۔

لنڈن ، مارچ ۔ مسٹر وارڈ پرائس وردون کے جنگ کا بیان کرتے ہوئے کہتا ہے باوجود لگاتار گولہ باری کے بھی شہر کو نسبتاً نقصان کم پہونچا ۔ دشمن کا نشانہ خصوصاً گرجا پر لگا ہوا ہے ۔ اس نے ایک بالکل چھوٹے سے قطر یہ ۲۰ یا ۳۰ چھ اور آٹھ انچ گولے پھٹتے ہوئے دیکھے ۔ فرانسیسی فوج کی جو گوروں کی اس شرک پر تھے بہادری بڑی قابل تعریف تھی ۔ جرمنوں کی پیشقدمی باوجود ان بھاری قربانیوں کے صفر تھی ۔ وہ وردون سے اس سے زیادہ نزدیک نہیں ہوئے جتنا کہ جنوری ۱۹۱۵ء میں تھے ۔ اور انہوں نے صرف وہی زمین پھر لے لی ہے ۔ جو فرانسیسیوں نے گذشتہ سال کی جنوری اور اپریل کے درمیان ان سے لی تھی ۔ جیسا کہ فرانسیسی فوج ان تند اور ہولناک مراجعتوں میں عالی حوصلگی سے لڑی ہے ۔ ویسا کبھی نہیں لڑی تھی ۔ ان کی ڈویژنوں نے کئی گھنٹوں تک جرمنی فوجی دستوں کو روکے رکھا اور دشمن فی گز سو گنا قربانی دیتا رہا ۔

اطلاع : پریس میں حادثہ ہو جانے کے سبب اخبار وقت پر شائع نہیں ہو سکا ۔ منیجر

ایڈیٹوریل نوٹس

آدم اور حوّا
(۲)

گزشتہ ہفتہ ہم نے اختصاراً یہ دکھایا تھا کہ آدم اور حوّا کا ان کی لغزش سے پہلے دین و ایمان کیا تھا۔ اور برگشتگی کے بعد بھی اُن کے دل میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوا۔ اگرچہ ان کی نافرمانی سے اُن پر شرمندگی اور خوف اور غم کے بادل چھا گئے تھے۔ اور اگرچہ ان کی سرکشی کی گھٹا اُن پر ٹوٹ پڑی تھی تو بھی وہ خدا کی رحمت اور محبت سے مایوس اور منقطع نہیں ہو گئے تھے۔ اور اگرچہ ان کی نافرمانی سے جو عمداً نہ تھی بلکہ شیطان کے اغواء سے بھول سے اور سہواً معرض ظہور میں آئی تھی۔ تو بھی خدا کے دشمن اور اس سے باغی نہیں ہو گئے تھے۔ خدا سے عداوت اور نفرت نہ رکھتے تھے۔ بلکہ بڑی فروتنی اور سنجیدگی سے انہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا۔ اور اگرچہ نافرمانی کا موجب انہوں نے یکے بعد دیگرے دوسرے کو ٹھہرایا تو بھی اس گناہ سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ اپنے کئے پر تسلیم خم کیا اور نادم ہوئے۔ اس وقت خدا کے روبرو اُن کا طرز عمل اُن کی دل کی سادگی اور فروتنی اور ندامت کو ظاہر کر رہا تھا۔ اس کل بیان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس وقت حق تعالےٰ اُن سے اس طرح کلام کر رہا تھا تو وہ سر جھکائے کھڑے تھے۔ اور سوائے ان الفاظ کے اُن کی زبان سے اور کچھ نہ نکلا کہ "عورت نے جسے تو نے میری ساتھی کر دیا مجھے اس درخت سے دیا اور میں نے کھایا۔۔۔۔۔ عورت بولی کہ سانپ نے مجھے بہکایا تو میں نے کھایا۔" انہوں نے اس وقت خدا کی بے عزتی اور اُس کی تحقیر نہیں کیا۔ وہ خدا کے ساتھ گستاخی اور بے ادبی سے پیش نہیں آئے۔ اپنے آپ کو انہوں نے خدا سے مستغنی نہیں سمجھا۔ اور خدا بھی اس وقت بڑی رحمت اور ملاطفت سے اُن کے ساتھ پیش آیا۔ خدا کی رحمت جو اس وقت اُن پر ہوئی یہ ظاہر کر رہی تھی کہ آدم اور حوّا بڑے خلوص قلبی سے اپنے گناہ کے مقر اور صدق دل سے تائب تھے۔ خدا کے فضل و رحمت کے ملتجی اور منتظر تھے۔ اپنی آئندہ روحانی اخلاقی اور طبعی زندگی اور فلاحیت کے لئے خدا پر بھروسہ رکھتے تھے۔ اور جیسا خدا کی محبت میں پہلے قائم تھے ویسا ہی اس وقت بھی قائم رہے۔ اس کے سوائے اُن کو کوئی اور چارہ نظر نہ آتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ خدا نے بھی اُن کی اس خاکساری اور لاچاری اور اخلاص کو دیکھ کر اپنا ظل رحمت ان پر بسیط کیا۔ اُن کو ہلاکت میں دھکیل نہیں دیا۔ اور نہ ہی اپنی رحمت سے مایوس کیا۔ بلکہ اُن کو راہ نجات دکھائی۔ اور گناہ اور اس کی سزا سے رہائی کے طریقے کی بشارت دی اور سانپ سے جس میں اُس وقت شیطان مجسم تھا مخاطب ہو کر فرمایا کہ "میں تیرے اور عورت کے اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالوں گا۔ وہ تیرے سر کو کچلیگی اور تو اس کی ایڑی کو کاٹیگا۔" اور پھر آگے چل کر لکھا ہے "کہ خداوند خدا نے آدم اور اُس کی جورو کے لئے چمڑے کے کرتے بنا کے اُن کو پہنائے۔"

سب سے پہلا کرسمس روز

بڑے دن کے روز جو گلاب کے پھول استعمال کرنے کا دستور ہے اُس کے آغاز کی بابت ایک بڑا عجیب اور دلچسپ قصہ مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ جب ہمارا خداوند ابھی چرنی ہی میں رونق افروز تھا اور مجوسی جو اُس کے دیدار کے لئے آئے تھے اپنے نذرانے مسیح کے پیش کش کرنے کے لئے باہر بیٹھے تیار کر رہے تھے۔ کہ کسی چرواہے کی ایک چھوٹی سی لڑکی نے بھی اُن کو یہ تیاریاں کرتے ہوئے دیکھا۔ اور زور زور سے رونے لگی۔ یہ خیال کر کے کہ میرے پاس تو کوئی چھوٹا سا پھول بھی نہیں ہے۔ جو میں اس کے ہاتھ میں جا کر رکھ دوں۔ یہ لڑکی ابھی رو ہی رہی تھی کہ ایک فرشتہ نے جو قریب ہی ہوا میں منڈلا رہا تھا اپنے سفید عصا سے لڑکی کے پاس ہی زمین پر زور سے ضرب لگائی۔ علی الفور اس جگہ سے ایک سبز شاخ زمین میں سے نکل پڑی اور ساتھ ہی اُس میں گلاب کی کلی نکل آئی جو آن کی آن میں نہایت شفاف اور سفید پھول کی صورت میں کھل گئی اور اس میں پھول کے درمیان زرد رنگ کی کنٹھی درخشاں ہو گئی۔ اس چھوٹی لڑکی نے جھٹ وہ پھول لے لیا اور خداوند مسیح کے مبارک ہاتھ پر رکھ دیا یہی سب سے پہلا کرسمس روز تھا اس وقت سے کرسمس روز کا یہی دستور یورپ میں بلکہ سارے جہان میں مروج ہو گیا +

آسٹرو ہنگری طاقت

فرانسیسی محکمہ جنگ آسٹرو ہنگری کی اغلب طاقت کے بارے میں ذیل کے معلومات بتاتا ہے۔ تعداد و شمار صرف اندازاً دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ جرمن گورنمنٹ کی طرح آسٹرو ہنگری گورنمنٹ بھی اپنے نقصانات کی فہرست شائع نہیں کرتی۔ آسٹرو جرمن سلطنت میں جس قدر لوگ جنگ کے قابل مل سکتے ہیں ان کی تعداد تخمیناً ۴۸۵۰۰۰۰ ہے بتفصیل ذیل۔

محاذ پر اس وقت	۲۲۲۰۰۰۰
۱۹۱۴-۱۶ کا نقصان ۱۲ لاکھ ۸۰ ہزار آدمی	۱۲۸۰۰۰۰
ملک میں ضروری کاموں کے لئے خرچ	۵۰۰۰۰۰
غیر ممالک میں آدمی جو آسٹرو ہنگری میں واپس نہیں آ سکتے	۲۰۰۰۰۰
زخمی لوگوں کی تعداد جنکی جنگ پر واپسی کی توقع ہے۔	۲۵۰۰۰۰
صحتیاب زخمی آدمی جو محفوظ ہیں	۱۵۰۰۰۰
۱۹۱۶ء کے رنگروٹ زیر تعلیم	۲۵۰۰۰۰
میزان کل۔	۴۸۵۰۰۰۰

آدمیوں کی آئندہ تعداد ۱۸-۵۵ سال تک کی عمر کے جوان اور صحت یاب زخمی۔ ان سب کا اندازہ سولہ لاکھ کیا گیا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ اس طرح سے نصف سے زیادہ آدمی جنگ کے ناقابل ہو جائیں گے۔ آدمی مہیا کرنے کے وسائل آسٹرو ہنگری سلطنت میں اب نہایت ہی محدود ہیں۔ اور اب اس حد تک ان کی نوبت پہونچ گئی ہے کہ وہ ان وسائل کو کام میں لائیں جو دیگر ممالک میں غیر مستعمل ہیں۔ بلحاظ ۵۰-۵۵ برس کی عمر کے آدمی بھرتی کرتے جائیں جنہوں نے کبھی کوئی فوجی ملازمت نہیں کی اور ۱۹۱۸ء کی کنٹنجنٹ فوج بھی بلا لیں۔

بحری سرنگوں کی تلاش

اخبار سنٹرل نیوز کا نامہ نگار متعینہ روما بحری سرنگوں کی تلاش کے محکمہ کی جو اتحادیوں کی طرف سے بحر ایجین میں کیجا رہی ہے ایک بڑی دلچسپ رپورٹ دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اطالوی سٹیمروں کے کپتان جو بحر ایجین سے آئے ہیں رپورٹ دیتے ہیں کہ اتحادیوں کی بحری فوجیں دشمن کی بحری سرنگوں اور بحری سرنگوں کے قاعدوں کی بڑی طاقتوری اور کامیابی سے تلاش کر رہے ہیں۔ یہ کپتان کہتے ہیں کہ دشمن کی بحری سرنگوں کو مٹی کا تیل و پٹرول اور اشیا خوردنی اور دیگر اشیاء ضروریہ بہم پہونچانے کے ذخائر یونانی جزائر پر بڑی تعداد میں دریافت ہوئے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ یونانی تجارتی جہاز دشمن کی بحری سرنگوں کو اشیاء ضروریہ بہم پہونچاتے رہے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ یونانی سٹیمروں اور دیگر جہازوں کی جہاز رانی منع کر دی گئی ہے۔ مذکورہ بالا بیان کی عجیب مطابقت شاہ قسطنطین کے اس بیان سے ہوتی ہے جس نے ایک ملاقات کے وقت یوں کہا۔ اتحادی کہتے ہیں کہ بحری سرنگوں کے قاعدوں کی تلاش میں اُن کا قبضہ کاسٹلو ریزو۔ کارفو اور دیگر مقامات پر ہو گیا ہے۔ برطانوی سفیر متعینہ ایتھنز نے دو ہزار پونڈ کا انعام اُس شخص کے لئے مقرر کیا ہے جو بحری سرنگوں کے کسی قاعدہ کا پتہ لگا دے مگر بحری سرنگوں کے کسی قاعدہ کی بابت کوئی بھی خبر یونان میں تا حال موصول نہیں ہوئی۔ اور ماہی گیروں نے ابھی تک کوئی ایسی بحری سرنگ نہیں دیکھی جس کو یونان سے رسد بہم پہونچتی ہو۔

کچھ جیمس پال کی نسبت

۴ فروری کے پرچہ میں ہم نے مسٹر جیمس پال کی بابت اپنے نامہ نگار مسٹر ایم سی نیوٹن صاحب محقق متعینہ ڈیرہ دون کا ایک خط شائع کیا تھا۔ جس میں اُن کی موجودہ دلی حالت اور دنیاوی پوزیشن کا مختصر سا حال درج تھا۔ اس میں مسٹر جیمس پال کی زبان سے یہ اقرار درج ہے کہ "میں خداوند مسیح پر ایمان رکھتا ہوں اور اُس کو اپنا نجات دہندہ مانتا ہوں۔ میں اپنی مسیحیت سے کبھی انکار نہیں کر سکتا۔ نوکری دوسری بات ہے۔ جب گھر میں نہ ملے تو کیا باہر بھی نہ کریں؟" مگر اس کے برعکس لاہور کے آریہ رسالہ شکتی کے مارچ نمبر میں مسٹر جیمس پال ایڈیٹر صاحب رسالہ شکتی کو ایک خط میں لکھتا ہے جس کا ذیل کا حصہ قابل غور اور اس اقرار کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لائق ہے۔ وہ حصہ یہ ہے "میری درخواست آریہ پرادیشک پرتی ندھی سبھا پنجاب میں پیش ہوئی۔ خوش خبریاں لالہ نند لال سکرٹری پرادیشک سبھا نے حکم سنایا کہ آپ کی درخواست آریہ پرتی ندھی سے منظور ہو گئی ہے۔ میرے کام کی رپورٹ خبریاں مہاتما آریہ پوجنیہ لالہ ہنسراج جی کے اجلاس میں پیش ہوا کرے گی۔ میں آریہ پبلک و اخبارات کے ایڈیٹروں سے التماس کرتا ہوں کہ مہربانی کر کے مجھے معاف کریں۔ کہ جو کچھ پہلے میں تمہارے خلاف مشنری اخبارات میں لکھ چکا ہوں۔ اس وقت میری ڈیوٹی

تھی کہ تحریروں کا نوٹ لیکر اور آپ لوگوں کو معقول جواب دے کر مشنری کی پوزیشن کو صاف کرتا۔ لیکن اب میری ڈیوٹی یہ ہے کہ جو اعتراضات رشی دیانند کے مشن پر عیسائی اخبارات کے ایڈیٹروں کی طرف سے ہونگے اُن کا جواب دوں"۔

ناظرین ان دونوں بیانوں کو باہم مقابلہ کرکے واضح نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ مسٹر جیمس پال کیا ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ اور کیا کرینگے۔ ہماری دانست میں اتنا ہی کہنا کافی ہے۔

سرکار انگلشیہ کا ہندوستان کے عوام الناس سے قرضہ لینا

سر ڈبلیو میر نے اپنے بجٹ میں جو حال ہی میں پیش کیا گیا ان کوششوں اور سعی کا خاص ذکر کیا جو گورنمنٹ کو ہندوستان کے عوام الناس سے بذریعہ ڈاکخانجات قرضہ لینے میں کی گئی۔ کل رقم جو اس طور پر فراہم کی گئی قریب ۵۰ لاکھ روپیہ کے ہے تقریباً ۱۸ لاکھ روپیہ تو سیونگ بنکوں کے حساب میں سے لیا گیا ہے۔ اور باقی کا ۳۲ لاکھ روپیہ ہے جو گورنمنٹ کے پاس جمع ہے۔ کل رقم یعنی ۵۰ لاکھ روپیہ میں سے ۲۱ لاکھ کے لگ بھگ یورپینوں سے وصول ہوا ہے۔ اور ۲۷ لاکھ ہندوستانیوں سے اور ۲ لاکھ بنکوں اور جماہیر عامہ سے لیا گیا۔ کل درخواستیں قرضہ کی عنقریب ۴۲۵۰۰ کے تھیں جن میں سے ۳ لاکھ روپیہ کے قریب کی درخواستوں کی تعداد ۴۰۰ کے لگ بھگ تھی۔ یہ ساری درخواستیں ہندوستانی خواتین کی جانب سے آئی ہیں کل رقم جن کی درخواست کی گئی تھی اس کا قریباً ۸۴ فیصدی سب اور برانچ پوسٹ آفسوں کے ذریعہ سے فراہم کیا گیا تھا۔ سر ولیم میر صاحب کہتے ہیں کہ روپیہ کی تحصیل کا یہ نیا طریق باوجود حالات کے مخالف اور شدید ہونے کے بڑا کامیاب ثابت ہوا ہے۔

پُرانی اور نئی آریہ سماج

ممکن ہے کہ ناظرین اس نوٹ کی سُرخی کو دیکھ کر بھڑک اُٹھیں۔ اور خیال کرنے لگ جاویں کہ بالفرض اس میں آریہ سماج پر کوئی نہ کوئی چوٹ لگائی ہوگی۔ پیارے ناظرین یہ چوٹ نہیں ہے!! ہرگز نہیں!!! صرف واقفیت عامہ کے لئے ہم اپنے معزز ہمعصر یکم مارچ کے اخبار عام لاہور سے نقل کرتے ہیں جس سے پُرانی اور نئی آریہ سماج میں فرق معلوم ہو جائے گا۔ ہمیں بحیثیت ایڈیٹر کے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اور ایڈیٹر صاحب موصوف کو بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ ان کے مشاہدہ کا خلوص دلی سے اظہار ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

"مگر ہاں کہنا میں یہ چاہتا تھا کہ اُن دنوں کے آریہ سماج میں اور آجکل کے آریہ سماج میں بہت فرق ہے۔ اب اکثر لائق آریہ سماجی بھائی اپنے آپ کو ہندو تسلیم کرتے ہیں۔ اس نام کو عزت کے ساتھ لیتے ہیں۔ ہندو قوم میں خود کو شامل سمجھتے ہیں۔ ہندو لفظ کو حقارت سے نہیں دیکھتے اور اس کی وہ بے حرمتی نہیں کرتے جو ان ایام میں کرتے تھے۔ اب وہ ہندو تیوہاروں کو مانتے ہیں۔ اُن پر جشن مناتے ہیں کتھاؤں کا پرچار کرتے ہیں۔ ہندو عبادت گاہوں کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس کے تیرتھوں یعنی مقدس مقامات کی رونق بڑھاتے ہیں۔ شیوراتری۔ دیوالی۔ رام لیلا۔ جنم اشٹمی۔ گورو صاحبان کے پرب اپنے طور پر اچھی طرح سے مناتے ہیں۔ اور اُن میں شامل ہوتے ہیں۔ غرضیکہ وہ ہم سے بالکل جدا ہونے کے بدلے جیسا کہ پہلے خیال تھا اب وہ ہمارے نزدیک آتے جاتے ہیں پس کیوں نہ ہم انکو شاباش دیں"؟

کرپ کے کارخانہ کی مشغولیت

جرمنی کا سب سے بڑا کارخانہ اسلحہ سازی کا وہ ہے جو کرپ کے نام سے شہر ایسن میں واقع ہے۔ اخبار ڈیلی میل کے ایک خاص نامہ نگار کا بیان ہے کہ ابتدائے جنگ سے لے کر آج تک مشینیں برابر چل رہی ہیں۔ مزدوروں کا ایک جم غفیر رات دن لگاتار کام کرتا رہتا ہے۔ تاکہ جرمن فوجیں میدان جنگ میں ڈٹی رہیں۔ ہر ایک آدمی ۱۲ گھنٹے کام کرتا رہتا ہے۔ ان مزدوروں میں سے ایک بڑی تعداد کو فی کس ۱۶ اور ۷ پنس کے درمیان فی گھنٹے کے حساب سے ملا کرتا ہے۔ باوجود سخت کام اور گرانی نرخ کے یہ مزدوری بہت نہیں ہے۔ مگر پھر بھی لوگ مطمئن اور قانع ہیں۔ میں نے اُن کو یہ کہتے سُنا کہ اگر ہم کو ۲۰ گھنٹے یومیہ بھی کام کرنا پڑے تو بھی ہم اپنے وطن کے لئے کرینگے۔ جنگ کے زمانہ میں جرمن ہڑتال کرنا جانتے ہی نہیں"۔

سلطان ٹرکی اور انور پاشا کا مکالمہ

مسٹر ایم ای گیلی کا جو کسی وقت انگریزی فرانسیسی اخبار یونٹ ہیلڈ

قسطنطنیہ کا منیجر رہ چکا ہے۔ اور جو قریب ڈیڑھ برس تک ترکی جرمنوں کا اسیر جنگ بھی رہ چکا ہے۔ اور ترکی ولیعہد کا دوست بھی تھا۔ وہ اخبار جرنل میں کہتا ہے۔ کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ ترکی ولیعہد مخفی طور پر قتل کیا گیا ہے۔ وہ ایسے کئی موقعوں کا ذکر کرتا ہے۔ جن میں ولی عہد اور انور پاشا کے درمیان ترکی بترکی ہو چکی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ۔ ۳ اکتوبر ۱۹۱۴ء کو انور پاشا جرمن جرنل سین دون سنڈرس کو شہزادہ کی ملاقات کے لئے اس کے پاس لایا۔ مگر شہزادہ نے اس کی ملاقات سے انکار کر دیا۔ بحر اسود میں کیمپن گاہ میں کچھ عرصہ رہکر انور پاشا وہاں کی حالت سلطان کے گوش گذار کرنے کے دولمہ بغچی محل میں آیا۔ مگر سلطان اس واقعہ سے پہلے ہی واقف تھا۔ اور عین اس وقت جبکہ انور پاشا کے آنے کی اس کو خبر ہوئی وہ اس واقعہ کا ذکر ولیعہد سے کر رہا تھا۔ جونہی کہ انور پاشا سلطان کے روبرو آیا۔ سلطان اٹھ کھڑا ہوا اور بول اٹھا تم نے روسیوں پر حملہ کرنے کا حکم کیوں دیا تھا؟ اور آتش غضب سے بھرا ہوا یوں گرج اٹھا تو کیا میں ہوں۔ یہاں تو اور کوئی ہے ہی نہیں جو میرے حکم کے بغیر ایسا کرے؟ پس در اصل جرمن ہی قسطنطنیہ کے مالک ہیں۔ انور پاشا نے سرد مہری سے جواب دیا۔ روسیوں نے حملہ کیا اور ہم نے اس کی مدافعت کی۔ سلطان نے مخل ہو کر زور کے ساتھ کہا۔ یہ جھوٹ ہے ہیں ساری دنیا کے سامنے ابتدائی حملہ کے بانی مبانیوں پر اعتراض کروں گا۔ اور کہوں گا۔ کہ میں نے اس کا ہرگز حکم نہیں دیا اور کہ یہ مجھے خبر دیئے بغیر کیا گیا۔ انور پاشا نے جس نے کہ سلطان کے اس طرز عمل کا ماضی میں کبھی مشاہدہ نہیں کیا تھا سلطان سے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجائے کہ اس کا مفصل بیان پیرایہ میں کروں۔ اور سلطان کے جواب کی انتظاری نہ کرتے ہوئے فوراً باہر نکل گیا۔ ولیعہد اس کے پیچھے گیا اور انور سے کہا سنو سنو۔ تم اور تمہارے رفیق ہی ٹرکی کو برباد کر رہے ہیں؟ لوگوں کے غضب سے خبردار رہنا۔ لوگ تم کو کتوں کی طرح مار دینگے۔ ایم گیلی کہتا ہے۔ کہ شہزادہ اس قسم کے سخت اعتراض کرنے سے باز نہ آیا۔ اور یہی اس کے قتل ہو جانے کا باعث تھا۔ یوسف عزت الدین کو (یہ ولیعہد کا نام تھا) معلوم تھا کہ میں مارا جاؤں گا۔ اور اس نے ایک لفافہ پر مہر کر کے کم از کم چھ آدمیوں کے سپرد کر دیا تھا۔ یہ لفافہ شہزادہ کے قتل سے پہلے پہلے کھولا نہیں جا سکتا تھا۔ ولی عہد واقعی اتحادیوں کا دوست تھا۔

پاسبانوں کے لئے قابل غور نمونہ اور تجاویز

یکم مارچ کے مخزن مسیحی کے اردو ضمیمہ میں بعنوان "دعا اور پاک کلام کے مطالعہ کے لئے دعوت" شائع ہوا ہے۔ جس کو جرنل اسمبلی کے ایونجلسٹک کمیشن کمیٹی نے تیار کیا ہے۔ یہ مضمون طویل ہے مگر ایک حصہ ناظرین کے غور و فکر کے لئے یہاں درج کیا جاتا ہے۔ وھو ہذا۔

دعا اور کلام کی گواہی سے کیا ہی حیرت انگیز نتائج نکل آئے ہیں۔ مسٹر اینڈی صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہاں پر ینگ یانگ شہر کا ایک پاسبان کئی مہینوں تک دعا کرتا رہا۔ اور بعد کو اپنی کلیسیا کے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ دعا میں کھینچ لیا۔ اور جب سب ملکر دعا مانگنے لگے تو تین دن وہ سب بڑی خوشی سے معمور ہو گئے۔ اور ان کے دل میں اپنے غیر مسیحی ہموطنوں کو حاصل کرنے کے واسطے ایک مجبور کرنے والی خواہش پیدا ہوئی۔ اور وہ دو دو ہو کر نکلے کہ اس شہر کے ہر ایک خاندان میں جا کر بشارتی کام کریں۔ ان کی خدمت کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ ایک سال کے اندر ایک ہزار غیر مسیحی خداوند کے پیرو ہو گئے۔ اس کا بھید دو باتوں میں تھا۔ اول دعا کے عالم میں قدرت الٰہی سے روحانی قوت کا حصول۔ دوئم یہ کہ غیر نجات یافتوں کے لئے ذمہ داری کا احساس۔ اس خدمت کی نسبت وہ یہ کہہ سکتے تھے۔ کہ ہر مسیحی گواہ ہے۔ اور انجیل کو ریا میں ایک خوشخبری ہے۔ ۔ ۔ ۔

"یہ نہایت ابھارنے والے نتائج خدا کی مقررہ تجویز کے مطابق حاصل ہوئے۔ خدا ابھی اپنی قوت کو داخل کرتا ہے۔ جب اس کی مقررہ شرائط کے مطابق عمل کیا جائے۔ ۔ ۔ ۔ اگر ہم بھی ہندوستان میں ان شرائط کو پورا کریں۔ یعنی دعا اور جانفشانی ایمان اور عمل۔ خدا پر بھروسہ اور انسانی کوشش کو عمل میں لائیں تو ایک بڑی فصل کے جمع کرنے میں ہم

مراسلات

احمد شاہ کا عمل فیصلہ

تیرھواں باب

مصالحت

چند روز بعد احمد شاہ ماں سے ملنے گیا اور اُسے بخار میں مبتلا پایا۔ ان دنوں میں فہمیدہ بیگم کی زندگی خوشی کی زندگی نہ تھی۔ خان شاہ حسین بہت ہی کم وقت گھر میں رہتا تھا اور نتیجۃً اُس کے پاس سوائے نوکروں کے اور کوئی ساتھی نہ تھا جب وہ موجودہ حالت کو اپنے شوہر کے ایام سے مقابلہ کر کے دیکھتی تھی تو اُسے زمین و آسمان کا فرق نظر آتا تھا۔ اور گزشتہ ایام کو پھر دیکھنے کی نہایت ہی آرزومند ہوتی تھی۔

اُس نے اپنے دُکھ کی کہانی بڑے بیٹے کو سنائی اور اس نے بڑی ہمدردی سے سنی۔ کیونکہ اُسی کی خاطر فہمیدہ بیگم اپنے گھر بار اور جان پہچانوں کو چھوڑ کر اس شہر میں آئی تھی جہاں وہ بالکل اجنبی تھی۔ جب وہ بولنے کے موقعہ کا منتظر بیٹھا تھا اُسے خیال آیا کہ شاید یہ اچھا موقعہ ہے کہ والدہ صاحبہ اور ملکہ کے درمیان پھر مصالحت اور میل ملاپ کی کوشش کی جائے۔ اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ملکہ اُس کی ملاقات کرا دے؟

جب ماں شکایت کر چکی تو احمد شاہ نے اسباب میں اُس کے ساتھ بالکل اتفاق ظاہر کیا کہ بے شک آپ اکیلی اور اداس رہتی ہیں اور اس کا ضرور کچھ نہ کچھ علاج کرنا چاہئے۔ اور پھر کہنے لگا۔ "کاش کہ ملکہ آپ کی ملاقات کو آتی۔ اُسے یہاں آئے ہوئے بہت عرصہ گذر گیا ہے"۔

فہمیدہ بیگم نے بڑے اشتیاق سے کہا "جس روز وہ آئی تھی میں اُس سے بہت خفا تھی شاید اسی سبب سے وہ پھر کبھی نہیں آئی"۔

احمد شاہ نے کہا "میں خیال کرتا ہوں کہ اگر اُسے یہ معلوم ہو کہ آپ چاہتی ہیں تو وہ ضرور آئیگی وہ ہمیشہ آپ کے بارے میں پوچھا کرتی ہے فقط وہ بن بلائے آنے سے ڈرتی ہے"۔

ماں نے کہا "اُسے بتا دینا کہ میں بیمار اور اکیلی ہوں لیکن یہ مت کہنا کہ میں بلاتی ہوں"۔

احمد شاہ نے فوراً چچا کے گھر جا کر اپنی ماں کی بیماری کی خبر اپنی بیوی اور باپ اور بیٹی دونوں کو محبت سے پہنچایا۔ جب ملکہ نے خود جا کر چچی کو دیکھنے کی رائے پیش کی تو باپ نے اُس کی تائید کی۔ اور یہ بات قرار پائی کہ دوسرے روز ملکہ خیر سے روانہ ہو۔

اس سے احمد شاہ بہت ہی خوش ہوا اُس کا دل روز بروز اپنے مسیحی رشتہ داروں اور اُن کے دین کی طرف زیادہ مائل ہوتا جاتا تھا اور اگر اُس کی ماں رضامند ہو جاتی تو فوراً اُن کے ساتھ ملجانے کو تیار تھا۔

اُسے بار بار اپنے چچا کا یہ سوال یاد آتا تھا کہ "کیا حضرت محمد کی پیروی سے تمہاری زندگی زیادہ پاک و اعلےٰ بن جائے گی۔ یا خداوند یسوع مسیح کی پیروی سے"؟ اب چونکہ انجیل کو وہ پڑھ چکا تھا اس نے اس سوال کے ٹھیک جواب کے بارے میں اُس کے دل میں کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہ تھا۔ سب سے اعلےٰ مقصد اس کے سامنے ایسا صاف تھا کہ اب کوئی اور چیز اُسے تسلی نہیں دے سکتی تھی۔ اگرچہ اُس نے کسی سے کہا نہ ہو لیکن وہ اپنے دل میں خوب جانتا تھا کہ وہ اپنے چچا کی مانند بننا چاہتا تھا جو خدا اور اپنے ابنائے جنس کی خدمت کے لئے جیتا تھا نہ کہ اپنے باپ کی طرح جس نے محض اپنے اور اپنے ہی خاندان کے لئے زندگی بسر کی۔

دوسرے روز فہمیدہ بیگم بستر پر پڑی تھی۔ اور درد سے اُس کا تمام جسم کراہ رہا تھا اور اُس کا دل خیالات غم و اندوہ کا مسکن بن رہا تھا کہ اتنے میں صحن میں آواز سنائی دینے لگیں اور ساتھ ہی ایک جوان لڑکی دروازے سے داخل ہوئی۔ اس سے پہلے کہ فہمیدہ بیگم کچھ کہہ سکے وہ لڑکی اُس کے پاس پہنچی اور بڑے پیار سے گلے میں ہاتھ ڈال کر کہنے لگی "پیاری چچی مجھے بہت افسوس ہے کہ آپ بیمار ہیں۔ میں آپ کی خدمت و خبرگیری کے لئے آئی ہوں"۔

اس کے جواب میں فہمیدہ بیگم اپنی بھتیجی کے کندھے پر سر رکھ کر سسکیاں لینے لگی۔

ملکہ قدرتی طور پر تیماردار تھی۔ جب اُس کی چچی کے آنسو تھمے تو اس نے سرہانی لے کر اُس کے بخار سے جلتے ہوئے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا اور برف آمیختہ دودھ کا پیالہ جو گھر سے لیتی آئی تھی اُس کے خشک ہونٹوں

سے لگایا۔ فہمیدہ بیگم نے دردہ رغبت سے پیا اور کچھ آرام محسوس کیا پھر لڑکی نے بستر کو درست کرکے کمرے کی سب چیزوں کو ٹھیک ٹھاک کیا۔ اور قرینے سے رکھا۔ اور اُس کی چچی دیکھ دیکھکر دل ہی دل میں اُس کی تعریف کر رہی تھی۔ اُس نے اس سے پیشتر کبھی کسی لڑکی کو اپنی بھتیجی کی طرح دانشمند اور باسلیقہ نہیں دیکھا تھا۔

سب چیزوں کو اپنی مرضی کے موافق ٹھیک کرکے ملکہ اپنی چچی کے بستر پاس آبیٹھی اور آہستہ آہستہ اُس کا سر دبانے لگی جس سے وہ تھوڑی سی دیر میں سوگئی۔ جب وہ جاگی تو ملکہ ابھی تک وہیں بیٹھی تھی۔ اب وہ ملکہ سے باتیں کرنے لگی۔ اور شاہنشاہ حسین کے متعلق اپنی فکرمندی کو ظاہر کیا۔ لیکن جیسے مضمون کا متعلق ذکر کیا اور ملکہ کو یقین ہوگیا کہ اب بالکل کوئی خوف کی بات نہیں ہے۔

چند گھنٹوں کے بعد امیر علی اپنی بیٹی کو لینے آیا۔ لیکن فہمیدہ بیگم اُسے بھیجنے کو رضامند نہ تھی۔ باپ اور بیٹی نے باہم مشورہ کرکے بیگم صاحبہ سے کہا کہ ہمارے خیال میں حکیم صاحب کا علاج تسلی بخش نہیں ہے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ ایک انگریز زنانہ ڈاکٹر کو بلائیں۔ اس رائے کی کچھ مخالفت نہ کی گئی۔ اور ملکہ اپنی چچی کے پاس رہی۔ اور اُس کا باپ فوراً ڈاکٹر کو بلانے چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ڈاکٹر کو لے کر آیا۔ اور جب ڈاکٹر نے کمال مہربانی اور سنجیدگی کے ساتھ گفتگو کی اور بیماری کی علامات کو معلوم کیا تو فہمیدہ بیگم کو کسی قدر آرام اور چین ہوا۔ اور وہ محسوس کرنے لگی کہ اب میرا علاج ایک لائق ڈاکٹر سے مناسب طور پر کیا جارہا ہے۔

ڈاکٹر نے جاتے وقت امیر علی سے کچھ باتیں کہیں اور کہا کہ بیگم صاحبہ بہت بیمار ہیں اور بہتر ہوگا کہ اس کو شفاخانہ میں لے چلیں۔ وہاں پر دوا اور خبرگیری ہر طرح سے مناسب طور پر کیجائیگی لیکن ابھی وقت لے جانے کی ضرورت نہیں۔ اگر ملکہ رات کو اس کے پاس رہے تو میں کل آکر اس بات کا ذکر کروں گی۔ ملکہ کے رات بھر رہنے کا ذکر سنکر فہمیدہ بیگم بہت خوش ہوئی۔ اور رات کو جب دونوں جاگ رہی تھیں تو بہت سی باتوں کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔

ملکہ نے اپنی چچی کو بے آرام دیکھکر پوچھا "میں آپ کو کچھ گاکر سناؤں؟" فہمیدہ بیگم نے فوراً کہا ہاں بیٹی "اُس کا پیار ہے کیا عجیب" گاؤ۔ ملکہ نے گایا۔ اور فہمیدہ بیگم کا کراہنا اور تڑپنا بند ہوگیا۔ لیکن وہ غیر آواز خاموش ہوگئی تو پھر کہنے لگی بیٹی پھر گاؤ۔ اور ملکہ پھر گانے لگی۔

دوسرے روز صبح کو ڈاکٹر صاحبہ پھر تشریف لائیں۔ اور بیمار کو ویسی ہی بدحال دیکھ کر شفاخانہ میں جانے کی بہت ترغیب دی۔ اور چونکہ فہمیدہ بیگم بہت بے چین تھی اس لئے وہ جانے کو راضی ہوگئی۔ یہ رائے قرار پائی کہ فہمیدہ بیگم کو شفاخانہ میں ایک الگ کمرہ میں رکھا جائے۔ اور نادری خانم جو کہ پرانی وفادار خادمہ تھی اُس کے ساتھ رہے اور باقی نوکر شاہنشاہ حسین کی خدمت کو گھر رہیں۔ ملکہ نے کہا "پیاری چچی آپ جانتی ہیں کہ ہمارا گھر شفاخانہ سے بہت دور نہیں ہے۔ وہاں میں بھی اکثر آپ کے پاس آتی جاتی رہونگی۔" اور اس سے فہمیدہ بیگم کی اور بھی ہمت بڑھی اور وہ گھر چھوڑ کر شفاخانے جانے پر آمادہ ہوگئی۔

ایک پالکی منگوائی گئی اور آن کی آن میں بیمار نے اپنے تئیں ایک ایسے نرم بستر پر پایا کہ اس سے پیشتر کبھی دیکھنا نصیب نہ ہوا تھا پہلے پہلے تو وہ ایسی بیدم تھی کہ کسی بات کا خیال نہ کرسکی لیکن جب بخار کم ہونے لگا تو محسوس کرنے لگی کہ اس سے پیشتر کبھی ایسی محبت و شفقت کے ساتھ اُس کی خبرگیری نہیں کیگئی تھی۔

اسے یہ بات نہایت عجیب معلوم ہوتی تھی کہ جن کو اس نے کبھی دیکھا بھالا بھی نہ تھا اُس کی ایسی محبت سے خدمت کرتی تھیں گویا وہ اُن کی بڑی عزیز دوست تھی۔ وہ سوچتی تھی کہ غیر ملک اور غیر مذہب کے لوگ تو در کنار ہم آپس میں بھی کبھی ایک دوسرے کی ایسی خدمت نہیں کرتے۔

احمد شاہ اکثر ماں کی خبر کو آیا کرتا تھا۔ اور ایک روز جب وہ اُس کے پاس بیٹھا تھا وہ کہنے لگی "میں تو یہاں کے طرز طریق کو سمجھ نہیں سکتی۔ یہ لوگ کیوں اتنی سخت محنت کرتی ہیں؟ روپیہ کمانے کی غرض سے تو ہو نہیں سکتا کیونکہ بہت سی بیمار ایسی ہیں جو کہ کچھ بھی نہیں دیتیں۔"

احمد شاہ نے کہا "نہیں اماں وہ روپیہ کمانے کی غرض سے ہرگز نہیں کرتیں۔ میں تو خیال کرتا ہوں کہ وہ صرف محبت سے خدمت کرتی ہیں۔" ماں نے کہا "لیکن وہ مجھ سے کیوں محبت کرتی ہیں؟ میں اُن کی کیا لگتی ہوں؟" اور احمد شاہ نے کہا "اس لئے کہ وہ خدا سے محبت رکھتی ہیں۔" اس سے فہمیدہ بیگم اور بھی حیران ہوئی۔

کچھ روز کے بعد فہمیدہ بیگم نے معلوم کیا کہ ہر روز خاص خاص وقتوں پر کانیکی آواز



آتی ہے۔ اس سے اُسے ملکہ کا گانا یاد آیا۔ اگرچہ اُن کی آواز میں ملکہ کی آواز جیسی شیریں نہ تھیں۔

ایک روز اُس نے ایک خاتون سے پوچھا آپ یہاں اِس قدر گاتی کیوں ہیں؟ اور اُسے یہ جواب ملا کہ وہ ہر روز کے کام کو خدا کی حمد و ثنا کرنے اور اُس سے مدد و برکت مانگنے سے شروع اور ختم کرتی ہیں۔ اس سے فہمیدہ بیگم اپنے تئیں بالکل ایک نئی دنیا میں محسوس کرنے لگی۔ پھر اُس خاتون نے یہ بھی بتایا کہ ہر صبح ۶ بجے وہ تمام بیمار جو کافی صحت یاب ہیں۔ اور سب کام کرنے والیاں دعا اور کلام اللہ کی تلاوت کے لئے جمع ہوتی ہیں۔ یہ سُنکر فہمیدہ بیگم نے ارادہ کیا کہ جب میں ذرا اچھی ہو جاؤں تو میں بھی جاؤں گی۔

اُسی روز ایک خاتون اُس کے پاس آ بیٹھی اور اُسے کچھ پڑھ کر سُنانا چاہا۔ فہمیدہ بیگم کو انکار کی کوئی وجہ نظر نہ آئی۔ اور وہ پڑھنے لگی۔ اُس کے الفاظ بہت ہی شیریں اور تسلی بخش تھے۔ اور ایسے سادہ و آسان تھے کہ وہ اُن کو وہ تو نہ بھولی۔ چنانچہ وہ الفاظ یہ تھے "خداوند میرا چوپان ہے۔ مجھے کچھ کمی نہیں۔" پھر پڑھنے والے نے اُس کا ذکر سُنایا جس نے اپنی زمینی زندگی کے ایام میں فرمایا تھا۔ "نیک چوپان میں ہوں۔ نیک چوپان اپنی بھیڑوں کے لئے اپنی زندگی دیدیتا ہے۔"

فہمیدہ بیگم نے کہا "آپ کی مراد حضرت عیسٰے ہیں۔ اُن کے بارے میں جو کچھ قرآن شریف میں لکھا ہے میں جانتی ہوں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ انجیل شریف کا بیان بالکل مختلف ہے میرا شوہر مجھے اُسے پڑھنے کی کبھی اجازت نہ دیتا تھا۔"

باوجود اِس سب کے وہ سُننے کو تیار تھی اور بیوہ کے بیٹے کو زندہ کرنے کا بیان اُسے بہت ہی دلچسپ معلوم ہوا۔

جب ملکہ اُسے دیکھنے کو آئی تو اُس نے یہ قصہ اُسے بھی سُنایا۔ ملکہ نے نہایت خوش ہو کر کہا پیاری بچی اگر آپ خداوند یسوع کا حال سُنیں تو آپ سے اُسے پیار کئے بغیر ہرگز رہا نہ جائیگا۔ ان محبت بھرے الفاظ کا اُس نے کچھ جواب نہ دیا کیونکہ فہمیدہ بیگم کے دل پر کوئی بات آسانی تاثیر نہیں کر سکتی تھی۔ عمر بھر اس نے اِسی دنیا کے مال و متاع کا خیال کیا تھا۔ اور یہ بات کبھی اس کے ذہن میں نہ آئی تھی کہ اُسے کسی اور چیز کی بھی ضرورت ہے۔ تو بھی جب اِس واقعہ کے ایک ہفتہ بعد وہ شفاخانہ سے واپس آئی تو وہی پرانی فہمیدہ بیگم نہ تھی۔ جسمانی اور روحانی طور پر اُس کی حالت دو ہفتے پیشتر شفاخانہ میں جانے کے وقت کی حالت سے مختلف تھی۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ مسیحی لوگ کس طرح سے محبت اور خدمت کرتے ہیں۔ حقیقی حمد و ثنا اور دعا کے بارے میں بھی اُس نے کچھ واقفیت حاصل کی۔ اور سب سے بڑھکر **حضرت عیسیٰ** اور **خداوند یسوع مسیح** میں وہ کسی قدر فرق اور تمیز کرنے لگی۔ اب وہ ہرگز اپنے مسیحی رشتہ داروں کا اُس طرح سے ذکر نہیں کر سکتی تھی جس طرح اس سے پہلے کیا کرتی تھی۔ علاوہ بریں اب اُس نے معلوم کیا کہ میرا علی نے اس کی پیروی اختیار کرنے سے جو تمام جہان کا نجات دہندہ کہلاتا ہے کسی طرح سے اپنے خاندان کو رسوا و بدنام نہیں کیا۔

ہمارے نوجوان
اور
اُن کی تعلیم

نمبر ۲

یہ ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ دیسی مسیحیوں کو بہ نسبت لڑکوں کے اپنی لڑکیوں کی تعلیم کی زیادہ فکر ہے۔ چنانچہ عام طور پر ہماری اکثر لڑکیاں بورڈنگ سکولوں میں تعلیم پاتی ہیں۔ اور اکثر صاحبان جانتے ہوں گے کہ ان سکولوں میں تعلیم حاصل کر کے ہماری لڑکیاں کیسی شائستہ۔ اور نیک چلن بن کر اپنے خاندانوں کو کیسا فائدہ پہونچاتی اور خوشی بخشتی ہیں۔ اور یہ امر ہماری کلیسیا کے لئے بے شک بڑے فخر کا باعث ہو کہ ہماری اکثر لڑکیاں تعلیم یافتہ ہیں۔ کیونکہ بلاشک ہماری کلیسیا کی بہبودی اور بہتری بہت کچھ زیادہ تر انہیں پر منحصر ہے۔ اگر ہم نے کسی طرح اپنی لڑکیوں کو تعلیم یافتہ بنانے میں کوئی دقیقہ باقی رکھ چھوڑا ہے۔ تو ہمیں چاہئے کہ ہم فوراً اپنے اصولوں اور اپنی لڑکیوں کو بقدر مقدور اعلےٰ تعلیم دیں۔ کیونکہ بچوں کو نیک اور شائستہ بنانے کے لئے تربیت یافتہ ماؤں بہنوں کا ہونا ضرور ہے۔ لیکن جس حال کہ لڑکیوں کی تعلیم اس قدر ضروری ہے تو لڑکوں کی تعلیم کس قدر زیادہ ضروری سمجھی جانی چاہئے۔ جن پر کہ کلیسیا کی آیندہ ترقی و تنزل کا پورا دارو مدار ہے۔ اس میں

شک نہیں کہ ہمیں اپنے لڑکوں کو اعلےٰ تعلیم دینے کا کافی طور پر خیال ہے۔ مگر یہی کیا باعث ہے کہ جیسی کامیابی ہماری لڑکیوں کو تعلیم میں ہوتی ہے۔ لڑکوں میں نظر نہیں آتی۔ اُس کا سبب یہ ہے۔ کہ ہماری لڑکیاں عموماً بورڈنگ سکولوں میں تعلیم پاتی ہیں اور لڑکے ڈے سکولوں میں۔

عام طور پر والدین کی کوشش ہمیشہ یہی ہوتی ہے۔ کہ کسی لوکل سکول میں تعلیم پائیں۔ اور گھر ہی پر رہیں۔ لیکن عموماً یہ اس غرض سے نہیں کیا جاتا کہ بچے خاص والدین کے زیر سایہ رہیں۔ کیونکہ بڑے افسوس اور شرم کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ گھر پر رہنے والے مسیحی بچے دینی تعلیم اور آداب شائستگی سے بے بہرہ پائے جاتے ہیں۔ بلکہ صرف اس غرض سے کہ خرچ کم ہو۔

اب اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ ایک بڑا غلط اور نقصان دہ خیال ہے۔ کون سی چیز زیادہ ضروری اور پیاری ہے۔ روپیہ یا نیک تعلیم؟ کیا یہ بہتر ہے کہ موت کے بعد آپ چند سو روپے پیچھے چھوڑ جائیں یا یہ کہ آپ کے بچے اعلےٰ تعلیم حاصل کرکے عزت حاصل کریں۔ اور خداوند کے نام کا جلال ظاہر ہو۔ جن لوگوں کو تعلیمی معاملات سے واسطہ پڑ چکا ہے وہ اپنے تجربے سے کہہ سکتے ہیں کہ جو مسیحی لڑکے ہندو مسلمان لڑکوں میں رہ کر تعلیم پاتے ہیں۔ ہرگز اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ اور اگر حاصل کر بھی لیں تو وہ جوانمرد اور صادق مسیحی تو کسی صورت میں نہیں ہو سکتے۔ لیکن ایسی تعلیم جو خداوند مسیح کو بیچ کر حاصل کیجائے کس کام کی لعنت اور صد لعنت ایسی تعلیم پر جس سے بجائے عزیز منجی کے جلال ظاہر ہونے کے اُس کے نام کی تحقیر کیجائے۔ اور کفر بکا جائے۔ خدایا آپ اس معاملے میں اتفاق نہ کریں۔ زیادہ طول طویل بیان کی تو یہاں گنجایش نہیں۔ صرف دو مثالیں آپ کے روبرو پیش کرتا ہوں جس سے آپ کو معلوم ہو سکتا ہے کہ لڑکوں کو بورڈنگ سکولوں میں ڈالنا نہ صرف ضروری بلکہ ہم مسیحیوں کا فرض ہے۔

اوّل خیال فرمایئے کہ پنجاب میں جتنے اعلےٰ تعلیم یافتہ یا ذی مرتبہ دیسی آجکل موجود ہیں۔ اُن میں سے کم از کم نوّے فی صدی بورڈنگ ہائی سکول یا سی۔ بی۔ ہائی سکول کے پڑھے طلبا ہیں۔ ولایت میں عام قاعدہ ہے کہ ہر ایک شریف خاندان کے لڑکے پبلک سکولوں میں تعلیم پائیں۔ اور ان سکولوں میں گو طالب علموں کو بڑی سختیاں برداشت کرنی پڑتی ہیں لیکن تو بھی نہ تو وہ خود اور نہ ہی اُن کے والدین کچھ خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ خوب سمجھتے ہیں کہ یہ تمام باتیں لڑکوں کی زندگی سدھارنے اور اُن کو سچے جوانمرد بنانے کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ اور دوسرے انگریز والدین ہرگز یہ نہیں سمجھتے کہ اسکول میں سوائے پڑھنے کے اور کوئی ضروری کام نہیں بلکہ سب سے مقدم بات اُن کی نگاہ میں یہ ہے کہ لڑکے نیک چلنی۔ شرافت اور سچی مسیحیت کی تعلیم پائیں۔ اور یہ یاد رہے کہ یہ سکولوں ہی کی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ آج کو انگریز قوم نے وہ رتبہ حاصل کیا ہے جو کسی اور کو حاصل نہیں۔

عزیزو یہ وقت ہے کہ ہم بیدار ہوں۔ ہر طرف سے ہماری مخالفت کیجاتی ہے۔ ہر ایک کو یہی خواہش ہے کہ کسی طرح مسیحی کلیسیا ترقی نہ کرے۔ ہندو مسلمانوں کو دشمنی اور نفرت بڑھتی جاتی ہے۔ جابجا نئے کالج اور یونیورسٹیاں قائم ہو رہی ہیں۔ ہر ایک قوم کو اپنی ترقی اور بہبودی کی از حد فکر ہے تو کیا خدا کی کلیسیا پیچھے رہ جائے اور وہ بھی اپنی ہی غلطی سے۔ ہرگز نہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کی یہی سعی ہونی چاہئے کہ ہمارے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اعلیٰ درجہ کی تعلیم حاصل کریں۔ اور نہ صرف تعلیم بلکہ خداوند مسیح کی وہ محبت جو اُنہیں اُس کی خدمت کے جوش سے بھر دے۔ لیکن یہ اسی حالت میں ہو سکتا ہے جب اُن کو پکی اور باقاعدہ دینی تعلیم دیجائے۔ اور اُن کو ہر ایک برائی اور آزمایش سے باز رکھا جائے۔ پس جو والدین خود اس خدمت میں قاصر ہیں اُن کا فرض ہے کہ اپنے بچوں کو اچھے بورڈنگ سکولوں میں بھیجیں اگر خرچ زیادہ ہو۔ اگر بچوں سے دور رہنا پڑے بلکہ اگر بچوں کو خود بھی تکلیفیں اُٹھانی پڑیں ہم کسی خطرے اور نقصان سے ہراساں نہ ہوں بلکہ صرف یہ یاد رکھیں کہ ہم نے اپنے بڑے جرنیل خداوند یسوع مسیح کے لئے ایک بڑی اور زوراور فوج تیار کرنی ہے۔ جو دُکھ تکلیف مصیبت بلکہ موت سے بھی لرزاں نہ ہو تو ایسی فوج جبھی تیار ہو سکتی ہے۔ جب اُس میں ایسے ایسے سپاہی بھرتی ہوں جنہوں نے بچپن ہی سے تکلیفیں برداشت کرنی سیکھی ہوں۔

اس وقت زیادہ بیان کی گنجائش نہیں کہ ہوسٹلوں اور بورڈنگ سکولوں کے خاص فائدوں کا مفصل بیان کیا جائے صرف ناظرین سے اس خادم کی یہ درخواست ہے کہ اپنے لڑکوں کو سکول بھیجتے وقت اپنے خرچ اور تکالیف اور لڑکوں کی خوشی کی بجائے اُن کی آئندہ زندگی کا زیادہ خیال رکھا کریں۔ (ایک خادم)

نظم

در مدح نور افشاں

از ایس۔ پی۔ لال دیال بیتاب۔ پوسٹ آفس اجمیر

چار سو چلتی ہے عالم میں ہوائے افشاں
ہر طرف سے مجھے آتی ہے صدائے افشاں

نام نہ بھول کے فردوس کا لیویں حوریں
باغ جنت میں اگر جائے ہوائے افشاں

خانۂ دل میں بسی یاد کچھ ایسی اُس کی۔
جتے دم بھی تو رہی لب پہ صدائے افشاں

بیچ نظروں میں ہیں دارا و سکندر اُس کی
شاہ اقلیم سے بڑھکر ہے گدائے افشاں

حالت نزع میں بھی ہوگا یہی ورد زباں
کوئی للّٰہ مجھے لا کے دکھائے افشاں

اُس کے ہر جلے سے آتی ہے صدائے الفت
نقطے نقطے سے ٹپکتی ہے وفائے افشاں

صور پھونکیگا سرافیل جو روز محشر۔
کیا عجب اُس میں سے بھی نکلے صدائے افشاں

اُس کو خلاق دو عالم نے یہ رتبہ بخشا
لب پہ حوروں کے ہے ہر وقت ثنائے افشاں

بوئے خوش کوئی چھپائے کہیں چھپتی ہے۔
لاکھ پردے میں اگر کوئی چھپائے افشاں

ہم تو جیں قبر میں رکھنا میری روزن دو چار
اُن سے آتی رہے تا مجھکو ہوائے افشاں

جب اُٹھونگا میں قیامت میں لحد سے بیتاب
جاؤنگا پیش خدا دل میں چھپائے افشاں

رسید زر ۱۹۱۶ء

مسٹر ڈبلیو ڈبلیو کنگ	عہ ۸ر
گرلس بورڈنگ سکول دہلی	عہ ۸ر
مسٹر جے گڈین	عہ ۸ر
مسٹر ایس ڈیوڈ	عہ ۸ر
" پی جان	عہ ۸ر
" آر جے سالومن	عہ ۸ر
بابو کستور چند	عہ ۸ر
مشن ریڈنگ روم (۱)	عہ ۸ر
مسٹر گنگا بشن	عہ ۸ر
" ایم سٹیفن	عہ ۸ر
پادری ای ای کیمبل	عہ ۸ر
مسٹر یعقوب مسیح	عہ ۸ر
وائی جمال الدین اسکوائر	عہ ۸ر
مسٹر ایچ سالومن	عہ ۸ر
" جے دانیل	عہ ۸ر
پادری آئی ڈی شہباز	عہ ۸ر
مسٹر ایل اے جوزف	عہ ۸ر
ڈاکٹر این متھائیس	عہ ۸ر
پادری جی پی ٹاسکر	عہ ۸ر
ڈاکٹر ایس سی	عہ ۸ر
پادری احمد شاہ	عہ ۸ر
" اے ای ڈی	عہ ۸ر
" سٹیورٹ	عہ ۸ر
کرسچن ٹریننگ انسٹیٹیوٹ	عہ ۸ر
پادری ڈبلیو ڈیگٹی	عہ ۸ر
مسٹر جے سی نتھانیل	عہ ۸ر
" بی سی چٹرجی	عہ ۸ر
رانی صاحبہ لیڈی ہرنام سنگھ	عہ ۸ر
پادری ڈبلیو پی ٹڈہوپ	عہ ۸ر
" ایچ اے ہسلم (۴ کاپی)	عنا ۱۰
" ڈاکٹر جیمس شفرڈ (۲ ")	صہ
ہیڈ ماسٹر انبالہ شہر (۳ ")	سے ۱ار
مس اے بی موشٹ (۲ ")	صہ
مسٹر انوار الحق تقایا	عہ ۸ر
مسٹر ایس ایف ڈین	عہ ۸ر
" سندر لعل سنگھ	عہ ۸ر
سی ایم ایس بک اینڈ ٹریکٹ سوسائٹی	عہ ۸ر
کنور رگھبیر سنگھ	عہ ۸ر
سی ایم ایس بک شاپ	عہ ۸ر
مسٹر ایس سالومن	عہ ۸ر
پادری ایچ ڈی گرسولڈ	عہ ۸ر
" سی جے جی سانڈرز	عہ ۸ر
مسٹر جے ہرپرام	عہ ۸ر
پادری ڈی جے میکنزی	عہ ۸ر
مسٹر سرجو پرشاد	عہ ۸ر
" جی بی سالومن	عہ ۸ر
پادری نظام الدین	عہ ۸ر
ڈاکٹر جہاں خاں	عہ ۸ر
مسٹر بی حبیب	عہ ۸ر
" سید شاہ	عہ ۸ر
" ہانک چند بیدی	عہ ۸ر
" جے منہیں	عہ ۸ر
" جے الگزینڈر	عہ ۸ر

اشتہار

کئی ایک مسیحی موچیوں (شومیکروں) کی ضرورت ایک مسیحی کارخانہ کفش سازی میں ہے تنخواہ حسب لیاقت ملیگی۔ درخواستیں معہ نقول اسناد مسٹر گرسے کے نام پتہ ذیل پر آنی چاہئیں۔

سائنٹیفک بوٹس اینڈ شو فیکٹری
نزد پوسٹ آفس۔ دیرہ دون۔

باغ دل

دی گارڈن آف دی ہارٹ

ایڈیٹر مسنز محمد اسمٰعیل خانصاحبہ

یہ ایک سہ ماہی نیا رسالہ انگریزی اور اردو فارسی میں موٹے چکنے کاغذ پر چھپتا ہے اس میں خوبصورت تصویریں ہیں۔ چندہ سالانہ ۸ رہے اگر ۶ یا زیادہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جائیں تو فی کاپی ۶ رجارج کیا جاتا ہے۔ یہ خاصکر ہندوستانی مستورات کے لئے مخصوص ہے۔ قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائے گی نمونہ کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے

درخواستیں بنام:-
اسی۔ ایم ویری۔ ٹی ڈی۔ ڈی آنریری سکرٹری
سی ایل لودیانہ پنجاب آنی چاہئیں،

۱۹۱۶ء ۹/۱۰ نوٹ۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کی کا فوسی جنتری کی خوبصورت تیار ہوگئی ہے۔ اشرفیں بچے پڑے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھنے پر جنتری بلا قیمت وصول بھیجی جاتی ہے

اپنی صحت سے غافل نہ رہیئے۔

اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ ایک تندرستی ہزار نعمت اگر تندرستی میں فرق ہے تو دنیا کی دولت بیکار مگر افسوس کہ ایسے بہت لوگ ہیں جو اپنی صحت سے غافل رہتے ہیں مفید چیزیں بھی فائدہ نہیں اٹھاتے عرق پودینہ جو پودینہ کی ہری پتیوں سے بنا ہے بدہضمی پیٹ کا پھولنا متلی قبض ریاح وغیرہ کیلئے نہایت ہی مجرب دوا ہے بچوں کے لئے اس جگہ کوئی دوا نہیں ہے ہرگز مناسب نہیں کہ اس دوا سے غافل رہنا چاہیے قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ۵ر المشتہر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ
کلکتہ　ڈیپارٹمنٹ نمبر

کرسچن بوائز بورڈنگ ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

خرچ کی کفایت۔ یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیلئے کھولا گیا ہے جاری ہے اس سال مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے تجویز کی ہے کہ یکم اپریل ۱۹۱۶ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی زیر نگرانی رکھی جاویں خرچ خوراک فیس طالب علم ۵ر ماہوار اگر ایک خاندان کے ۲ بچے ہوں تو بعض ۳ بچوں کیلئے ۹ر ماہوار کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا۔

کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً کرسی میز الماری وغیرہ نہایت عمدہ ارزاں قیمت پر تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جن گرڈ کول بورڈ کیرم وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں قیمت جن گرڈ للعہ سے ۱ سے ۔ کیرم بورڈ کول للعہ سے عہ تک

مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصولڈاک عہ
ہندوستان و پنجاب سے عہ ۸ر
غیر ممالک سے ۵ر ہے
قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائے گی۔

شرح اجرات اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
کالم کا آٹھواں حصہ	ہے	صہ	ہے
چوتھائی کالم	صہ	ہے	للعہ
نصف کالم	ہے	للعہ	رعہ
پورا کالم	للعہ	رعہ	للعہ
پورا صفحہ	للعہ	ــــہ	ما

ہر ایکدفعہ کیلئے فی سطر ہر ایک پرچہ کے لئے کم سے کم اجرت خصوصی اشتہار کیلئے نہ دیا جائیگا۔

نوٹ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

اطلاع ضروری۔ نامہ نگاروں کو چاہیے کہ نہایت خوشخط اور کاغذ کی ایک طرف کاغذ پر لکھا کریں (۲) نامنظور شدہ مضامین واپس نہیں بھیجے جا سکتے خط و کتابت کیلئے ٹکٹ بھیجنے چاہئیں ورنہ جواب نہیں دیا جا سکتا (۳) جو نامہ نگار مہینہ میں کم از کم ایک مضمون نہ بھیجے وہ نامہ نگار نہیں سمجھا جاویگا (۴) بعض نامہ نگار خلط ملط نظم و نثر بھیج دیتے ہیں جس سے بڑی دقت ہوتی ہے ہر دو قسم کے مضامین علیحدہ علیحدہ کاغذوں پر ہوں مضمون لکھتے وقت صفحہ کے ختم ہونے پر اکثر صاحبان حاشیہ پر اور نیچے بہت سا مضمون لکھ دیتے ہیں جس کے پڑھنے میں بڑی دقت ہوتی ہے مضمون صفحہ پر ہونا ضروری ہے۔ ایڈیٹر

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور اردو میں الہ آباد سے شائع ہوتا ہے اس میں کلیسیائی اور ملکی خبریں کرسچن اینڈ کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شائع ہوتے ہیں چندہ سالانہ حسب خواہش خریداران ۱۲ر اور ... نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی فتح پور الہ آباد سے طلب کر سکتے ہیں۔

پادری ای ایم ویری ایم اے صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کے لئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام سوداگر مل پرنٹر چھپا